ALLAMA IQBAL OPEN UNIVERSITY

AIOU LIBRARY
aioulibrary.com

Name:

Registration No.:

Course Code: 430

Program: B.A. / Associate Degree

Semester: Autumn 2026

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

کورس: اصول صحافت (430) • سطح: بی اے / ایسوسی ایٹ ڈگری

سمسٹر: خزاں 2026ء

امتحانی مشق نمبر 2 (یونٹ 5 تا 9)

کل نمبر: 100

حل شدہ اسائنمنٹ گائیڈ

Reference & For Study — SOLVED ASSIGNMENT GUIDE

AIOU LIBRARY aioulibrary.com

نوٹ: یہ گائیڈ صرف مطالعے اور حوالے کے لیے تیار کی گئی ہے۔ طلبہ سے گزارش ہے کہ کورس کی متعلقہ یونٹس کو غور سے پڑھیں، تصورات کو اچھی طرح سمجھیں اور پھر اسائنمنٹ اپنے الفاظ میں تحریر کریں۔ کسی بھی حل شدہ مواد کو ہو بہو نقل کرنا تعلیمی بددیانتی ہے اور یونیورسٹی کی پالیسی کے خلاف ہے۔

سوال نمبر 1: خبر نویسی کے اصول اور الٹے اہرام (Inverted Pyramid) کی ساخت (20 نمبر)

خبر نویسی کے اصول اور Inverted Pyramid کی ساخت کو مدنظر رکھتے ہوئے تجزیہ کریں کہ یہ انداز قاری تک معلومات مؤثر طریقے سے پہنچانے میں کس حد تک کامیاب ہے؟ (20)

مقدمہ

خبر لکھنا محض واقعات کو لفظوں میں ڈھالنا نہیں بلکہ ایک باقاعدہ فن ہے جس کے اپنے اصول اور سانچے ہیں۔ دنیا بھر کے نیوز رومز میں خبر کا سب سے مقبول سانچہ الٹا اہرام یعنی انورٹڈ پیرامڈ ہے، جس میں سب سے اہم معلومات سب سے پہلے اور کم اہم تفصیلات بعد میں دی جاتی ہیں۔ یہ سانچہ ٹیلی گراف کے دور میں پیدا ہوا اور آج ڈیجیٹل خبر کے دور میں بھی زندہ ہے، بلکہ موبائل اسکرین نے اسے اور زیادہ ضروری بنا دیا ہے۔ اس جواب میں خبر نویسی کے بنیادی اصول بیان کیے جائیں گے، الٹے اہرام کی ساخت کی وضاحت تصویر کی مدد سے کی جائے گی، اور پھر تنقیدی تجزیہ کیا جائے گا کہ یہ انداز قاری تک معلومات کو مؤثر انداز میں پہنچانے میں کس حد تک کامیاب ہے اور اس کی حدود کیا ہیں۔

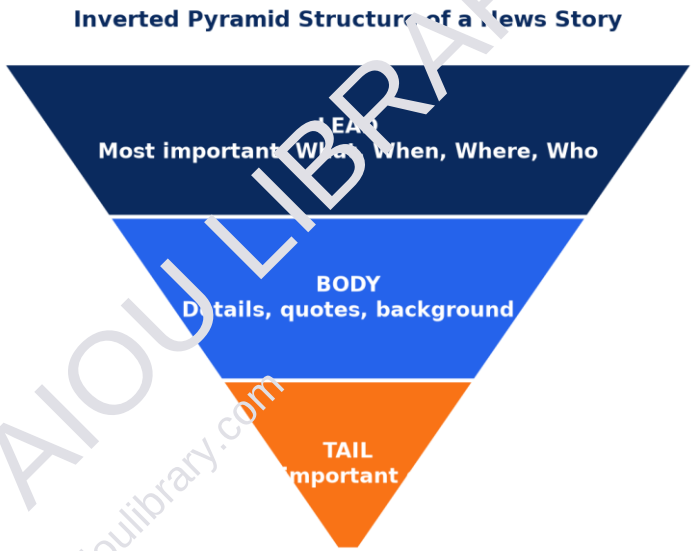
خبر نویسی کے بنیادی اصول

خبر نویسی کے اصول تجربے کی صدیوں میں طے پائے ہیں۔ پہلا اصول درستگی ہے؛ خبر میں نام، جگہ، وقت اور اعداد و فیصد درست ہوں، کیونکہ ایک غلطی پوری خبر کو مشکوک کر دیتی ہے۔ دوسرا اصول سادگی اور وضاحت ہے؛ جملے چھوٹے، زبان روزمرہ کی اور اصطلاحات کی وضاحت کے ساتھ لکھی جائیں تاکہ عام قاری الجھے بغیر سمجھ سکے۔ تیسرا اصول اختصار ہے؛ غیر ضروری تفصیل اور دہراؤ خبر کی دشمن ہے۔ چوتھا اصول توازن اور غیر جانبداری ہے؛ خبر میں رائے شامل نہ ہو اور فریقین کا موقف جگہ پائے۔ پانچواں اصول بروقتی ہے؛ خبر کا ابتدائی حصہ یعنی لیڈ تازہ ترین اور اہم ترین پہلو کو سامنے لائے۔ چھٹا اصول ماخذ کا حوالہ ہے؛ اہم دعوے کے ساتھ بتایا جائے کہ یہ اطلاع کس نے دی، تاکہ قاری بھروسا کر سکے اور ذمہ داری واضح ہو۔ ساتواں اصول قاری کی دلچسپی کا خیال ہے؛ خبر اسی نکتے سے شروع ہو جس سے قاری براہ راست متاثر ہوتا ہے۔ یہ اصول الٹے اہرام کی بنیاد ہیں، کیونکہ یہ سانچہ انہی اصولوں کو عملی صورت دیتا ہے: اہمیت کی ترتیب، اختصار اور وضاحت اس کی پہچان ہے۔

الٹے اہرام کی ساخت

الٹے اہرام کی شکل انسانی ہاتھ کے برعکس ایک الٹی مثلث جیسی ہوتی ہے: اوپر چوڑا حصہ سب سے اہم معلومات رکھتا ہے اور نیچے آتے آتے معلومات کی اہمیت کم ہوتی جاتی ہے۔ اس کے تین بنیادی حصے ہوتے ہیں۔ پہلا حصہ لیڈ یا انٹرو ہے، جو خبر کا پہلا پیراگراف ہوتا ہے اور اس میں چھ بنیادی سوالات یعنی کیا، کب، کہاں، کون، کیوں اور کیسے کا

خلاصہ دیا جاتا ہے۔ لیڈ پڑھ کر قاری کو پورے واقعے کا نقشہ مل جاتا ہے۔ دوسرا حصہ خبر کا جسم یا باڈی ہے، جس میں واقعے کی تفصیلات اہمیت کی ترتیب سے، پس منظر، بیانات، اعداد و شمار اور فریقین کے موقف شامل ہوتے ہیں۔ تیسرا حصہ اختتامی تفصیلات ہیں، یعنی کم اہم اضافی معلومات، سابقہ تاریخ یا مزید پس منظر، جسے ایڈیٹر جگہ کی کمی پر سب سے پہلے کاٹ سکتا ہے۔ ذیل کی تصویر اسی ساخت کو واضح کرتی ہے:



تصویر 1: الٹے اہرام (Inverted Pyramid) کی ساخت — اوپر لیڈ میں اہم ترین معلومات، نیچے بتدریج کم اہم تفصیلات

اس ساخت کا ایک عملی فائدہ ایڈیٹر کے لیے بھی ہے۔ اخبار کے صفحے پر جگہ کم پڑنے پر نیچے سے پیراگراف حذف کر دینے سے خبر کا اصل مفہوم متاثر نہیں ہوتا، کیونکہ اساس یعنی اہم ترین حصہ اوپر محفوظ رہتا ہے۔ اسی خوبی نے اس سانچے کو پرنٹ دور میں معیار بنایا اور یہی خوبی آج آن لائن خبر میں بھی اسے زندہ رکھے ہوئے ہے۔

مؤثر ابلاغ میں کامیابی کا تجزیہ

اس سوال کا بنیادی تقاضا یہ جاننا ہے کہ یہ انداز معلومات کی مؤثر ترسیل میں کس حد تک کامیاب ہے۔ کامیابی کا پہلا ثبوت قاری کی سہولت ہے۔ آج کا قاری جلدی میں ہوتا ہے؛ موبائل پر خبر کھولنے والا چند سیکنڈ میں فیصلہ کرتا ہے کہ یہ خبر اس کے کام کی ہے یا نہیں۔ الٹا اہرام اسے لیڈ میں ہی مکمل خلاصہ دے دیتا ہے؛ چاہے وہ آگے نہ پڑھے، اسے

اصل خبر مل جاتی ہے۔ دوسرا ثبوت تلاش اور ڈیجیٹل نظام سے مطابقت ہے؛ سرچ انجن اور نیوز ایپس خبر کی ابتدائی سطور کو ہی نمایاں کرتے ہیں، چنانچہ اہرامی ساخت ڈیجیٹل ماحول میں خبر کی پھیلاؤ اور رسائی بڑھاتی ہے۔ تیسرا ثبوت دیانت کی حوصلہ افزائی ہے؛ جب اہم ترین حقیقت سب سے پہلے لکھی ہو تو لکھنے والے کو اصل نکتہ چھپانے کا موقع کم ملتا ہے اور خبر سیدھی اور صاف رہتی ہے۔ چوتھا ثبوت مختلف مواقع پر یکساں کارکردگی ہے؛ حادثات، عدالتی فیصلے، کھیل کے نتائج اور سرکاری اعلانات جیسی سخت خبروں میں یہ سانچہ آج بھی بے مثال ہے، کیونکہ وہاں قاری کو سب سے پہلے نتیجہ اور بنیادی حقیقت چاہیے ہوتی ہے۔ یہی وجوہات ہیں کہ دنیا کے بڑے خبر رساں ادارے اپنی بنیادی تربیت میں اس ساخت کو اب بھی پہلا سبق رکھتے ہیں۔

حدود اور تنقیدی جائزہ

کامیابی کے باوجود الٹے اہرام کی حدود پر تنقیدی نظر رکھنا ضروری ہے۔ پہلی کمزوری یہ ہے کہ خبر خشک اور بے لطف ہو سکتی ہے؛ جب سب کچھ لیڈ میں بتا دیا جائے تو قاری کے لیے آگے پڑھنے کا تجسس باقی نہیں رہتا، اور طویل تفصیلی رپورٹ اس سانچے میں سما نہیں پاتی۔ دوسری کمزوری یہ ہے کہ ہر موضوع سخت خبر نہیں ہوتا؛ انسانی کہانیاں، تحقیقی رپورٹس اور پس منظری تجزیے قاری کو آہستہ آہستہ ساتھ لے کر چلنے کا تقاضا کرتے ہیں، جہاں داستانی انداز بہتر کام کرتا ہے۔ تیسری کمزوری سیاق کا مسئلہ ہے؛ بعض پیچیدہ معاملات، جیسے معاشی پالیسی یا سائنسی دریافت، میں پہلے پس منظر سمجھائے بغیر نتیجہ دینا قاری کو گمراہ بھی کر سکتا ہے۔ چوتھی بات یہ ہے کہ ڈیجیٹل دور میں بعض ادارے اس سانچے کی آڑ میں کلک بیٹ سرخیاں اور ادھوری لیڈ استعمال کرتے ہیں، جو اس اصول کی روح کے خلاف ہے۔ ان حدود کے باوجود یہ کہنا درست نہیں کہ یہ انداز ناکام ہو گیا ہے؛ درحقیقت جدید نیوز روم میں اس کی صورت بدل گئی ہے۔ اب ہائبرڈ انداز رائج ہے، یعنی سخت خبر اہرامی ساخت میں، جب کہ فیچر اور تفصیلی رپورٹ میں اہرام اور داستانی طرز کا امتزاج استعمال ہوتا ہے۔ اس لچک نے اس سانچے کی زندگی مزید بڑھا دی ہے۔

نتیجہ

مجموعی تجزیہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ الٹا اہرام اب تک خبر نویسی کا کامیاب ترین سانچہ ہے، کیونکہ یہ قاری کا وقت بچاتا ہے، ایڈیٹر کو سہولت دیتا ہے، ڈیجیٹل نظام سے مطابقت رکھتا ہے اور سخت خبر میں وضاحت و دیانت کو یقینی بناتا ہے۔ اس کی ناکامی نہیں بلکہ حد بندی یہ ہے کہ یہ ہر قسم کی تحریر کے لیے موزوں نہیں؛ انسانی اور تفصیلی موضوعات میں اس کے ساتھ داستانی انداز جوڑنا پڑتا ہے۔ لہٰذا منصفانہ نتیجہ یہی ہے کہ معلومات کی تیز، صاف اور مؤثر ترسیل کے مقصد میں یہ انداز بہت حد تک کامیاب ہے، اور کامیاب صحافی وہی ہے جو موضوع دیکھ کر سانچہ منتخب کرے، مشینی طور پر ہر خبر کو ایک ہی قالب میں نہ ڈھالے۔

سوال نمبر 2: ادارت (ایڈیٹنگ) کا عمل اور سب ایڈیٹر کا کردار (20 نمبر)

ادارت (ایڈیٹنگ) کے عمل اور سب ایڈیٹر کے کردار کا تنقیدی جائزہ لیتے ہوئے وضاحت کریں کہ ایک خبر کو مؤثر اور قابلِ اشاعت بنانے میں ایڈیٹنگ کیوں ضروری ہے؟

(20)

مقدمہ

عام طور پر شہرت رپورٹر اور کالم نگار کو ملتی ہے، مگر نیوز روم کی اصل زندگی سب ایڈیٹر کی میز پر گزرتی ہے۔ رپورٹر جو خام مادہ لاتا ہے، اسے پڑھنے کے قابل، درست، متوازن اور مؤثر خبر میں بدلنے کا کام ادارت یعنی ایڈیٹنگ ہے۔ ایڈیٹنگ کے بغیر خبر میں غلط اعداد، یک طرفہ موقف، مبہم زبان اور قانونی خطرات رہ جاتے ہیں، اور کوئی ذمہ دار ادارہ ایسی خبر شائع کرنے کا خطرہ نہیں لے سکتا۔ اس جواب میں ایڈیٹنگ کے مراحل، سب ایڈیٹر کی ذمہ داریوں اور خوبیوں کا جائزہ لیا جائے گا اور یہ واضح کیا جائے گا کہ خبر کو مؤثر اور قابلِ اشاعت بنانے میں ایڈیٹنگ کیوں مرکزی حیثیت رکھتی ہے، نیز ڈیجیٹل دور میں اس عمل کو درپیش چیلنجز پر بھی تنقیدی نظر ڈالی جائے گی۔

ایڈیٹنگ کے عمل کے مراحل

ایڈیٹنگ ایک مرحلہ وار عمل ہے۔ پہلا مرحلہ خبر کی قدر کا جائزہ ہے؛ ڈیسک دیکھتا ہے کہ خبر تازہ، اہم اور قاری کی دلچسپی کی ہے یا نہیں، اور اسے کس جگہ اور کتنے سائز میں شائع کیا جائے۔ دوسرا مرحلہ حقائق کی جانچ ہے؛ ناموں کی املا، عہدے، اعداد و شمار، تاریخیں اور جغرافیائی تفصیلات ماخذوں سے ملائی جاتی ہیں۔ تیسرا مرحلہ ساخت کی درستی ہے؛ لیڈ کو مضبوط بنایا جاتا ہے، غیر متعلقہ حصے کاٹے جاتے ہیں، پیرا گرافوں کی ترتیب اہمیت کے مطابق کی جاتی ہے اور جہاں موقف غائب ہو وہاں رپورٹر سے رابطہ کر کے اضافہ کرایا جاتا ہے۔ چوتھا مرحلہ زبان کی اصلاح ہے؛ جملے چھوٹے اور واضح کیے جاتے ہیں، قواعد اور املا درست ہوتی ہے اور مشکل الفاظ سادہ کیے جاتے ہیں۔ پانچواں مرحلہ قانونی اور اخلاقی جائزہ ہے؛ ہتک عزت، توہین عدالت، ابھی ثابت نہ شدہ الزامات اور حساس شناختوں جیسے معاملات کی جانچ اسی مرحلے میں ہوتی ہے۔ چھٹا مرحلہ سرخی اور پیشکش ہے؛ ایسی سرخی دی جاتی ہے جو خبر کا خلاصہ بھی ہو اور قاری کو متوجہ بھی کرے۔ آخری مرحلے میں تصویر، گرافک اور صفحے پر جگہ کا فیصلہ ہوتا ہے۔ یوں خبر کئی چھانیوں سے گزر کر اشاعت کے قابل بنتی ہے۔

سب ایڈیٹر کا کردار اور خوبیاں

سب ایڈیٹر نیوز روم کا خاموش مگر فیصلہ کن کردار ہے۔ اسے چیف سب ایڈیٹر اور نیوز ایڈیٹر کی رہنمائی میں ڈیسک کا نظام چلانا ہوتا ہے: رپورٹرز کی کاپی وصول کرنا، ایجنسی خبروں کی چھان بن کرنا، بین الاقوامی اور قومی خبروں کا انتخاب، اور مقررہ وقت یعنی ڈیڈ لائن کے اندر صفحہ یا بلیٹن مکمل کرنا اس کی روزمرہ ذمہ داری ہے۔ اس کام کے لیے اس میں کئی خوبیاں درکار ہیں۔ زبان پر غیر معمولی عبور پہلی شرط ہے، کیونکہ وہ دوسروں کی تحریر درست کرتا ہے۔ دوسری خوبی عمومی معلومات اور سیاسی و معاشی حالات سے واقفیت ہے، تاکہ وہ خبر کے پس منظر کو سمجھ کر اس کی جگہ کا درست فیصلہ کرے۔ تیسری خوبی دباؤ میں سکون سے کام لینا ہے؛ حادثے یا بڑے واقعے کی رات ڈیسک پر ہر لمحہ نئی خبر آتی ہے۔ چوتھی خوبی غیر جانبداری اور جرات ہے؛ وہ بااثر شخصیت کی خبر میں بھی موقف کی کمی پوری کرائے اور غیر ضروری مداخلت سے متن کی حفاظت کرے۔ پانچویں خوبی ٹیکنالوجی اور صفحہ سازی کے نظام کی مہارت ہے۔ افسوس کہ یہ کردار عوامی شناخت کم پاتا ہے، مگر حقیقت میں کسی اخبار کی ساکھ کا بڑا حصہ اسی کی محنت پر کھڑا ہوتا ہے۔

ایڈیٹنگ خبر کو مؤثر کیوں بناتی ہے

ایڈیٹنگ کی ضرورت کو کئی عملی دلیلوں سے ثابت کیا جا سکتا ہے۔ پہلی دلیل غلطی کی روک تھام ہے؛ رپورٹر میدان کے دباؤ میں لکھتا ہے، غلط نام یا غلط ہندسہ اس سے سرزد ہو سکتا ہے، مگر اشاعت سے پہلے وہ غلطی ادارے کی اجتماعی غلطی بن جاتی ہے، اس لیے ایک دوسری تربیت یافتہ آنکھ کا جائزہ ناگزیر ہے۔ دوسری دلیل وضاحت اور اثر ہے؛ کٹی پھٹی، ترتیب یافتہ اور صاف زبان کی خبر قاری کو آخر تک روکتی ہے جب کہ کمزور ساخت والی درست خبر بھی پڑھی نہیں جاتی۔ تیسری دلیل توازن اور انصاف ہے؛ ایڈیٹر وہ مقام ہے جہاں الزام کے شکار فریق کا موقف طلب کر کے خبر مکمل کی جاتی ہے۔ چوتھی دلیل ادارے کی پالیسی اور انداز کی یکسانیت ہے؛ بڑے اخبار کا اپنا اسٹائل ہوتا ہے اور ایڈیٹنگ ہی تمام لکھنے والوں کو اس میں ڈھالتی ہے۔ پانچویں دلیل قانونی تحفظ ہے؛ ایک خطرناک پیراگراف ادارے کو مہنگے مقدمے میں الجھا سکتا ہے اور ایڈیٹر اس خطرے کا نگہبان ہے۔ چھٹی دلیل سرخی اور پیشکش کی کشش ہے، جو قاری کو خبر تک لاتی ہے۔ یہ تمام دلیلیں مل کر ثابت کرتی ہیں کہ ایڈیٹنگ خبروں کی تزئین نہیں، ان کی حفاظت اور تاثیر کا بنیادی عمل ہے۔

تنقیدی جائزہ: ڈیجیٹل دور میں ایڈیٹنگ کا بحران

تنقیدی نقطہ نظر سے آج ایڈیٹنگ کو سنگین چیلنجز درپیش ہیں۔ سب سے بڑا چیلنج رفتار ہے؛ آن لائن اشاعت میں خبر ڈیسک سے گزرے بغیر براہ راست اپلوڈ ہو جانے کا رجحان بڑھا ہے، جس سے املا، اعداد اور موقف کی غلطیاں عام ہو گئی ہیں اور ٹی وی و ویب پر لکھی جانے والی ٹکر تحریروں میں تو غلطیاں مستقل منظر بن گئی ہیں۔ دوسرا چیلنج عملے کی کمی ہے؛ معاشی دباؤ میں ادارے ڈیسک کا سائز گھٹاتے ہیں، جس سے ایک سب ایڈیٹر کو کئی گنا کام کرنا پڑتا ہے اور جائزہ سطحی رہ جاتا ہے۔ تیسرا چیلنج یہ ہے کہ ایڈیٹنگ بعض جگہ سنسر شپ کی شکل اختیار کر لیتی ہے؛ خبر کو بہتر بنانے کے بجائے بااثر مفادات کے خلاف جملے نکال دینا ایڈیٹنگ نہیں بلکہ بد دیانتی ہے، اور اس سے قاری کا اعتماد ٹوٹتا ہے۔ چوتھا چیلنج نئی مہارتوں کی طلب ہے؛ آج کے سب ایڈیٹر کو سرچ انجن کے اصول، سوشل میڈیا کی پیشکش اور ڈیٹا کی جانچ بھی سیکھنی پڑتی ہے۔ ان چیلنجز کا حل ایڈیٹنگ کو ختم کرنا نہیں

بلکہ اسے ڈیجیٹل رفتار کے اندر سمونا ہے، مثلاً فوری خبر مختصر اور تصدیق شدہ حصے کے ساتھ جاری کرنا اور تفصیل ایڈیٹنگ کے بعد شامل کرنا۔ جو ادارے اس توازن کو برقرار رکھتے ہیں، ان کی ساکھ بھی باقی ہے اور رفتار بھی۔

نتیجہ

خلاصہ یہ ہے کہ ایڈیٹنگ خبر کی جانچ، درستگی، ساخت، زبان، قانونی حدود اور پیشکش کا مجموعی عمل ہے، اور سب ایڈیٹر اس عمل کا مرکزی کردار ہے جس کی زبان، معلومات، سکون اور غیر جانبداری کسی ادارے کی ساکھ کو بناتی یا بگاڑتی ہے۔ خبر کو مؤثر اور قابلِ اشاعت بنانا ایڈیٹنگ کے بغیر ممکن نہیں، کیونکہ میدان کی تحریر ہمیشہ دباؤ اور جلدی کی پیداوار ہوتی ہے۔ ڈیجیٹل دور نے اس عمل کو مشکل ضرور کیا ہے مگر اس کی ضرورت کم نہیں کی بلکہ جعلی خبروں کے دور میں ایک تربیت یافتہ ایڈیٹر کی میز ہی قاری کے لیے بھروسے کی آخری چھانٹی ہے۔ اداروں کو چاہیے کہ وہ سب ایڈیٹرز کی تعداد، تربیت اور وقار میں سرمایہ کاری کریں، کیونکہ مضبوط ڈیسک ہی مضبوط صحافت کی ضمانت ہے۔

سوال نمبر 3: فیچر اور خبر کا فرق۔۔۔فیچر نگاری اور قاری کی دلچسپی (20 نمبر)

فیچر اور خبر کے درمیان فرق کو واضح کرتے ہوئے تجزیہ کریں کہ فیچر نگاری قاری کی دلچسپی اور فہم کو کیسے بڑھاتی ہے؟ (20)

مقدمہ

اخبار کے ایک ہی شمارے میں بڑی سیاسی خبر کے ساتھ کسی گاؤں کے استاد کی زندگی پر لکھا گیا فیچر بھی ہوتا ہے اور دونوں قاری کو اپنی طرف کھینچتے ہیں، مگر ان کا مقصد، زبان اور طریقہ ایک دوسرے سے بہت مختلف ہوتا ہے۔ خبر قاری کو بتاتی ہے کہ کیا ہوا، جب کہ فیچر قاری کو محسوس کراتا ہے کہ جو ہوا اس کے پیچھے انسانی کہانی، اسباب اور اثرات کیا ہیں۔ دونوں کے فرق کو سمجھے بغیر نہ صحافت کی مکمل تصویر بنتی ہے اور نہ قاری کے مزاج کی۔ اس جواب میں پہلے خبر اور فیچر کی تعریف اور ان کے درمیان فرق کو جدول سمیت واضح کیا جائے گا، پھر اس کا تجزیہ کیا جائے گا کہ فیچر نگاری قاری کی دلچسپی اور گہری فہم میں کس طرح اضافہ کرتی ہے اور اس کی حدود کیا ہیں۔

خبر اور فیچر کا بنیادی فرق

خبر تازہ واقعے کی سیدھی، مختصر اور حقائق پر مبنی اطلاع ہے، جو عموماً الٹے اہرام کے سانچے میں لکھی جاتی ہے اور جس کی عمر چند گھنٹے یا ایک دن کی ہوتی ہے۔ اس کی زبان سادہ اور غیر جذباتی ہوتی ہے اور اس میں لکھنے والے کی رائے شامل نہیں ہوتی۔ اس کے برعکس فیچر کسی موضوع، شخصیت، مسئلے یا رجحان پر لکھی گئی تفصیلی، رنگین اور وضاحتی تحریر ہے۔ فیچر کا تعلق وقتی واقعے سے ہو بھی سکتا ہے اور نہیں بھی؛ اس کی قدر دیرپا دلچسپی میں ہوتی ہے۔ فیچر میں منظر نگاری، کردار، مکالمے، پس منظر اور تجزیہ شامل ہوتا ہے اور لکھنے والے کو انداز بیان کی آزادی حاصل ہوتی ہے، البتہ حقائق سے انحراف کی آزادی نہیں ہوتی۔ فیچر کی اقسام میں شخصی فیچر، پس منظری فیچر، انسانی دلچسپی کا فیچر، تاریخی اور سفری فیچر مشہور ہیں۔ یوں بنیادی فرق یہ ہے کہ خبر واقعے کی اطلاع ہے، فیچر اسی واقعے یا موضوع کی زندگی بھری تشریح ہے۔ ذیل کی جدول اس فرق کو مجموعی صورت میں پیش کرتی ہے:

جدول 1: خبر اور فیچر کا موازنہ

پہلو	خبر	فیچر
مقصد	تازہ واقعے کی اطلاع دینا	موضوع کی وضاحت، گہرائی اور انسانی پہلو اجاگر کرنا
وقت کی قید	فوری اور وقتی، عمر مختصر	نسبتاً دیرپا، واقعے کے بغیر بھی لکھا جا سکتا ہے
ساخت	الٹا اہرام، لیڈ میں خلاصہ	آزاد ساخت، آغاز دلچسپ منظر یا سوال سے
زبان و انداز	سادہ، رسمی اور غیر جذباتی	رنگین، ادبی اور منظر نگاری سے بھرپور
لکھنے والے کی رائے	شامل نہیں ہوتی	انداز میں آزادی، مگر حقائق مقدس
ماخذ	واقعہ، بیان، دستاویز	مشاہدہ، انٹرویو، تحقیق اور پس منظر

قاری پر اثر	آگاہی اور فوری معلومات	دلچسپی، ہمدردی اور گہری سمجھ
مثال	اسمبلی نے بجٹ منظور کر لیا	بجٹ کے اعداد کے پیچھے ایک مزدور گھرانے کی زندگی

اس جدول سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ خبر اور فیچر حریف نہیں بلکہ ایک دوسرے کے تکمیلی ہیں؛ خبر بنیاد دیتی ہے اور فیچر اس بنیاد پر سمجھ اور احساس کی عمارت کھڑی کرتا ہے۔

فیچر نگاری قاری کی دلچسپی کیسے بڑھاتی ہے

فیچر نگاری دلچسپی بڑھانے کے کئی فن استعمال کرتی ہے۔ پہلا فن انسانی چہرہ ہے؛ اعداد و شمار کے بجائے ایک اصل انسان کی کہانی قاری کو فوراً اپنی طرف کھینچتی ہے، کیونکہ انسان فطرتاً کہانی سُننے اور سنانے والا ہے۔ دوسرا فن منظر سے آغاز ہے؛ فیچر اکثر کسی زندہ منظر، مکالمے یا سوال سے شروع ہوتا ہے جو قاری کے ذہن میں تصویر بناتا ہے اور اسے آگے پڑھنے پر مجبور کرتا ہے۔ تیسرا فن تجسس اور تفصیل ہے؛ رنگ، آواز، ماحول اور چھوٹی چھوٹی دلچسپ تفصیلات تحریر کو فلم کی طرح رواں کر دیتی ہیں۔ چوتھا فن تنوع ہے؛ فیچر میں تاریخ، تجربہ، ماہر کی رائے اور روزمرہ زندگی ایک ساتھ مل جاتے ہیں، چنانچہ ہر ذوق کے قاری کو کچھ نہ کچھ ملتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اخبارات و یک اینڈ ایڈیشن اور رسائل فیچروں پر خصوصی توجہ دیتے ہیں اور ڈیجیٹل میڈیا میں لانگ فارم فیچر اور انسانی کہانیاں سب سے زیادہ شیئر ہوتی ہیں۔ دلچسپی یہاں محض تفریح نہیں ہوتی، یہ قاری کو سنجیدہ موضوعات تک لے جانے والا دروازہ ہوتی ہے۔

فیچر نگاری قاری کی فہم کیسے بڑھاتی ہے

فہم کا تعلق گہرائی سے ہے اور فیچر یہی گہرائی فراہم کرتا ہے۔ خبر اکثر نتیجہ بتاتی ہے مگر اسباب اور پس منظر کی جگہ اس میں نہیں ہوتی؛ فیچر اس خلا کو پُر کرتا ہے۔ مثال کے طور پر مہنگائی کی خبر صرف شرح بتائے گی مگر فیچر بتائے گا کہ اس کی جڑیں عالمی قیمتوں، زرعی پیداوار اور ترسیل کے نظام میں کہاں ہیں اور ایک عام گھرانہ اسے اپنی زندگی میں کیسے محسوس کرتا ہے۔ فیچر ماہرین کی آراء، تاریخی تسلسل اور مختلف فریقوں کے تجربات کو جوڑ کر قاری کو ایک مسئلے کی کئی جہتیں دکھاتا ہے، جس سے اس کی اپنی سوچ محض ردعمل

کے بجائے تجزیے میں بدلتی ہے۔ فیچر ہمدردی بھی پیدا کرتا ہے؛ دور دراز کے کسی متاثرہ طبقے کی زندگی قریب سے دیکھ کر قاری کے سماجی رویے بدل سکتے ہیں، اور یہی فہم جمہوری فیصلوں، جیسے ووٹ اور عوامی رائے، کو بھی بہتر بناتی ہے۔ البتہ اس مقام پر ایک اہم حد یاد رکھنی چاہیے؛ فیچر میں انداز کی آزادی اگر حقائق کی جانچ سے آزاد ہو جائے تو تحریر پروپیگنڈا یا جذباتی استحصال بن سکتی ہے۔ اسی لیے اچھی فیچر نگاری دلکشی اور درستگی کا توازن ہے۔

تنقیدی جائزہ

تنقیدی نظر سے فیچر نگاری کی موجودہ حالت پر دو باتیں کہی جا سکتی ہیں۔ ایک طرف ڈیجیٹل دور میں فیچر کو نئی زندگی ملی ہے؛ پوڈکاسٹ، ویڈیو فیچر اور ملٹی میڈیا اسٹوریز نے اس صنف کو نوجوان سامعین تک پھیلا دیا ہے اور انسانی کہانیاں عالمی سطح پر پاکستانی سماج کی پہچان بن رہی ہیں۔ دوسری طرف مارکیٹ کے دباؤ میں بعض اداروں نے فیچر کو بھی سنسنی اور شخصیات کی تعریف و تفریح تک محدود کر دیا ہے، جب کہ تحقیقی اور پس منظری فیچر کا وقت طلب کام کم ہو گیا ہے، کیونکہ اس میں اخراجات زیادہ اور فوری واپسی کم ہوتی ہے۔ اس کے باوجود یہ حقیقت اپنی جگہ قائم ہے کہ خبروں کی بھرمار کے دور میں قاری کو محض معلومات نہیں، معنی درکار ہے، اور یہ معنی فراہم کرنا فیچر ہی کا کام ہے۔ جن اداروں نے خبر کے ساتھ معیاری فیچر کو زندہ رکھا ہے، وہ قاری کی وفاداری حاصل کرنے میں بھی کامیاب رہے ہیں، کیونکہ رفتار میں سب برابر ہو سکتے ہیں مگر گہرائی میں سب برابر نہیں ہوتے۔

نتیجہ

حاصل بحث یہ ہے کہ خبر اور فیچر میں فرق مقصد، وقت، ساخت، زبان اور اثر کا ہے؛ خبر اطلاع دیتی ہے اور فیچر اسی اطلاع کو انسانی تجربے، پس منظر اور تجزیے سے جوڑ کر قاری کی دلچسپی بھی بڑھاتا ہے اور فہم بھی۔ فیچر نگاری کہانی کے فطری انسانی شوق کو استعمال کر کے سنجیدہ موضوعات کو پڑھنے کے قابل بناتی ہے اور اعداد کے پیچھے چھپی زندگی دکھا کر فیصلے اور رویے بہتر بناتی ہے۔ صحافت کی صحت کے لیے یہ توازن ناگزیر ہے کہ نیوز روم رفتار اور سبقت کے ساتھ ساتھ فیچر جیسی گہرائی پیدا کرنے والی صنف کو بھی وقت، وسائل اور تربیت دے، کیونکہ باخبر قاری خبر سے بنتا ہے مگر بافہم قاری فیچر سے بنتا ہے۔

سوال نمبر 4: اداریہ اور کالم نویسی — رائے عامہ کی تشکیل (20 نمبر)

اداریہ اور کالم نویسی کے کردار کا جائزہ لیتے ہوئے وضاحت کریں کہ رائے نگاری عوامی سوچ اور رائے عامہ کی تشکیل میں کیسے اثر انداز ہوتی ہے؟ (20)

مقدمہ

خبر صحافت کا حقائق والا حصہ ہے اور اداریہ و کالم اس کا رائے والا حصہ۔ اخبار کے صفحات میں خبر قاری کو آگاہ کرتی ہے، اداریہ ادارے کی آواز میں اسے معنی دیتا ہے اور کالم نگار اپنی مخصوص آواز میں اس پر جھلتا، مسکراتا، تنقید کرتا اور سوچنے پر مجبور کرتا ہے۔ جمہوری معاشرے میں رائے عامہ کسی فرمان سے نہیں بنتی بلکہ اسی مسلسل بحث اور تبصرے سے بنتی ہے، اور رائے نگاری اس بحث کا باقاعدہ ادارہ ہے۔ اس جواب میں اداریے اور کالم کی تعریف و کردار بیان کیا جائے گا، پھر ان ذرائع اور طریقوں کا تجزیہ کیا جائے گا جن سے رائے نگاری عوامی سوچ اور رائے عامہ کو متاثر کرتی ہے، اور آخر میں اس کے منفی پہلوؤں اور اخلاقی حدود پر تنقیدی نظر ڈالی جائے گی۔

اداریہ: ادارے کی اجتماعی آواز

اداریہ کسی اخبار کی سرکاری رائے ہوتا ہے، جو عام طور پر ادارتی بورڈ یا ایڈیٹر کی نگرانی میں لکھا جاتا ہے اور اس پر کسی فرد کا نام نہیں ہوتا، کیونکہ یہ پورے ادارے کا موقف ہوتا ہے۔ اداریہ روزانہ کے اہم ترین موضوعات پر لکھا جاتا ہے، جیسے حکومتی پالیسی، عدالتی فیصلہ، معاشی قدم یا بین الاقوامی صورت حال۔ اس کا کردار تین طرح کا ہوتا ہے۔ پہلا، تشریح کا کردار؛ پیچیدہ خبر کو عام قاری کی زبان میں سمجھانا اور اس کے ممکنہ نتائج بتانا۔ دوسرا، موقف کا کردار؛ حکومت یا اداروں کی حمایت یا مخالفت میں واضح لائن لینا، تاکہ پالیسی سازوں تک ایک سنجیدہ آواز پہنچے۔ تیسرا، احتساب کا کردار؛ غلط اقدامات پر مسلسل اور شائستہ تنقید کر کے حکمرانوں کو یہ احساس دلانا کہ عوامی نگاہ ان پر ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ بڑے اخبارات کے اداریے حکومتی فیصلوں پر اثر انداز ہوتے رہے ہیں، اور قیام پاکستان کے بعد کی دہائیوں میں اداریہ اخبار کی پہچان ہوا کرتا تھا۔ اداریے کی قوت اس کی اجتماعی حیثیت اور باقاعدگی میں ہے؛ ایک اخبار جب کسی مسئلے پر کئی دن مسلسل لکھتا ہے تو وہ مسئلہ پالیسی ایجنڈے میں شامل ہو جاتا ہے۔

کالم نویسی: انفرادی آواز اور تنوع

کالم کسی نامور لکھنے والے کی باقاعدہ تحریر ہوتا ہے جس پر اس کا نام اور اکثر تصویر بھی شائع ہوتی ہے۔ کالم نگار ادارے کا پابند نہیں ہوتا؛ اس کی قدر ہی اس کی آزاد اور پہچان رکھنے والی آواز میں ہے۔ کالم کی کئی قسمیں ہیں: سیاسی تجزیاتی کالم، سماجی اور مزاحیہ کالم، ادبی و ثقافتی کالم اور تاریخی کالم۔ کالم نگار موضوع کو اعداد کے بجائے مشاہدے، لطافت، داستان اور دلیل سے کھولتا ہے۔ اس کے کردار میں آگاہی کے ساتھ تربیت بھی شامل ہے؛ اچھا کالم قاری کی سوچ کو نیا زاویہ دیتا ہے، کبھی اسے اپنے رویے پر ہنسنے اور کبھی حکمرانوں کے دعووں پر سوال اٹھانے پر مائل کرتا ہے۔ برصغیر کی اردو صحافت میں کالم نگاری کی درخشاں روایت رہی ہے اور آج بھی کئی اخبارات اپنے کالم نگاروں کی وجہ سے خریدے جاتے ہیں۔ الیکٹرانک اور ڈیجیٹل دور میں کالم کی توسیع ٹی وی تجزیے اور بلاگ و ویڈیو لاگ کی صورت میں ہوئی ہے، جہاں وہی رائے نگاری اب کیمرے کے سامنے انجام پاتی ہے۔ کالم اداریے سے اس طرح مختلف ہے کہ اداریہ ادارے کا سرکاری خطاب ہے جب کہ کالم ایک فرد کا آزاد تبصرہ، اور دونوں کا اکٹھا ہونا اخبار کو توازن دیتا ہے۔

رائے نگاری عوامی سوچ کو کیسے متاثر کرتی ہے

رائے نگاری کے عوامی سوچ پر اثرات کو میڈیا کے نظریات بھی بیان کرتے ہیں۔ پہلا اثر ایجنڈا سازی ہے؛ اداریے اور کالم جن موضوعات کو بار بار اٹھاتے ہیں، عوام انہی کو اہم سمجھنے لگتے ہیں۔ بجلی کی قلت، تعلیم یا کرپشن اگر ہفتوں موضوع رہیں تو عوامی گفتگو کا مرکز بن جاتے ہیں۔ دوسرا اثر تشریحی ڈھانچا یعنی فریمنگ ہے؛ ایک ہی واقعے کو کالم نگار نااہلی کی مثال بھی بنا سکتا ہے اور مجبوری کی کہانی بھی، اور قاری کی رائے اسی زاویے سے متاثر ہوتی ہے۔ تیسرا اثر دلائل کی فراہمی ہے؛ عام شہری روزمرہ گفتگو اور سوشل میڈیا بحث میں وہی دلائل استعمال کرتا ہے جو اس نے کالموں اور اداریوں میں پڑھے ہوتے ہیں، یوں رائے نگاری اجتماعی بحث کی زبان بنتی ہے۔ چوتھا اثر رویوں کی تشکیل ہے؛ سماجی برائیوں، جیسے جہیز، سود یا بچوں کے استحصال، پر مسلسل تحریریں آہستہ آہستہ عوامی نفرت اور اصلاحی سوچ پیدا کرتی ہیں۔ پانچواں اثر سیاسی سماجی سازی ہے؛ نوجوان قاری کی جمہوری اقدار، قومی شناخت اور حقوق کی سمجھ بڑی حد تک انہی تحریروں سے بنتی ہے۔ اس کے ساتھ رائے نگاری قیادت کو جواب بھی دیتی ہے کہ عوامی مزاج کس رخ پر ہے، اور دانشور طبقے کے لیے منظم بحث کا پلیٹ فارم مہیا کرتی ہے۔

تنقیدی جائزہ: حدود اور خطرات

اس طاقت کے ساتھ خطرات بھی جڑے ہیں۔ پہلا خطرہ یہ ہے کہ رائے نگاری جب دلیل کے بجائے وابستگی سے چلنے لگے تو وہ تعصب پیدا کرتی ہے؛ قاری صرف اپنے پسندیدہ کالم نگار کی بات کو سچ مانتا ہے اور مخالف رائے سننے کی روادری ختم ہو جاتی ہے، جس سے معاشرہ فکری خندقوں میں بٹ جاتا ہے۔ دوسرا خطرہ ایجنڈا سازی کا غلط استعمال ہے؛ مالکان یا بیرونی مفادات کالموں کے ذریعے مصنوعی ایشو کھڑے کر سکتے ہیں اور اصل سماجی مسائل دب جاتے ہیں۔ تیسرا خطرہ تجزیے کی سطحیت ہے؛ آج کے ٹاک شو ماحول میں شور، چیخ اور فوری ردعمل دلیل کی جگہ لے رہا ہے، اور کالم بھی سوشل میڈیا کے سے جملوں کا دباؤ محسوس کر رہا ہے۔ چوتھا خطرہ یہ ہے کہ رائے اور خبر کی سرحد دھندلی ہو جائے؛ کالم نگار کو انداز کی آزادی ہے، حقائق گڑھنے کی نہیں، لیکن جب کالم میں غیر مصدقہ باتیں دی جائیں تو قاری الجھن کا شکار ہوتا ہے۔ ان خطرات کا جواب رائے نگاری کو ختم کرنا نہیں بلکہ اسے اخلاقی حدود میں رکھنا ہے: حقائق کی درستگی، مخالف رائے کا احترام، ذاتی حملوں سے پرہیز اور مؤقف کی تبدیلی پر وضاحت۔ معاشرے میں میڈیا لٹریسی کا فروغ بھی ضروری ہے تاکہ قاری اداریے کو ادارے کا موقف اور کالم کو فرد کی رائے سمجھ کر پڑھے، خبر نہ سمجھے۔

نتیجہ

خلاصہ یہ ہے کہ اداریہ ادارے کی اجتماعی اور ذمہ دار آواز ہے اور کالم فرد کی آزاد اور رنگ رکھنے والی آواز، اور دونوں مل کر صحافت کا رائے ساز بازو بنتے ہیں۔ یہ رائے نگاری ایجنڈا سازی، فریمنگ، دلائل کی فراہمی اور رویوں کی تشکیل کے ذریعے عوامی سوچ اور رائے عامہ کو براہ راست متاثر کرتی ہے اور حکومتوں کو بھی اسی آئینے سے اپنی قبولیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ البتہ اس اثر کی صحت کا دارومدار رائے نگار کی دیانت، دلیل اور توازن پر ہے۔ اگر رائے نگاری وابستگی اور سنسنی سے بچ کر علم اور انصاف کے ساتھ انجام پائے تو یہ جمہوریت کی سب سے مضبوط معلم بن سکتی ہے، کیونکہ رائے عامہ کی اصل طاقت اسی باخبر اور متوازن بحث سے پیدا ہوتی ہے۔

سوال نمبر 5: صحافتی اخلاقیات اور پریس قوانین — آزادی اور ذمہ داری کا توازن (20 نمبر)

صحافتی اخلاقیات اور پریس قوانین کو مدنظر رکھتے ہوئے تجزیہ کریں کہ آزادئ صحافت اور ذمہ دار صحافت کے درمیان توازن کیسے قائم کیا جا سکتا ہے؟ (20)

مقدمہ

آزادی صحافت جمہوریت کی پہچان ہے، مگر لامحدود آزادی کسی بھی پیشے کے لیے مفید نہیں ہوتی۔ صحافت اگر ہر قید سے آزاد ہو کر جھوٹ، ہتک اور انتشار پھیلانے لگے تو وہ آزادی نہیں، افراتفری بن جاتی ہے؛ دوسری طرف اگر قانون اور اخلاق کے نام پر ہر تنقید دبا دی جائے تو آزادی محض ایک نعرہ رہ جاتی ہے۔ اسی کشمکش سے صحافتی اخلاقیات اور پریس قوانین کا تصور پیدا ہوتا ہے: اخلاقیات صحافی کی اندرونی لگام ہے اور قوانین بیرونی حدود۔ اس جواب میں آزادی صحافت کی اہمیت، صحافتی اخلاقیات کے اہم اصول اور پاکستان میں پریس قوانین کا خلاصہ پیش کیا جائے گا، اور پھر تجزیہ کیا جائے گا کہ دونوں انتہاؤں سے بچ کر آزادی اور ذمہ داری کے درمیان عملی توازن کن اقدامات سے قائم کیا جا سکتا ہے۔

آزادیٔ صحافت کی اہمیت اور آئینی بنیاد

آزادی صحافت سے مراد یہ ہے کہ میڈیا بغیر پیشگی اجازت اور ناجائز دباؤ کے خبریں جمع کرے، شائع کرے اور حکومتی و سماجی امور پر تنقید کرے۔ اس آزادی کی بنیادیں تین ہیں۔ پہلی بنیاد جمہوری نظام ہے؛ ووٹر اسی وقت درست فیصلہ کر سکتا ہے جب اسے پالیسیوں اور امیدواروں کی درست معلومات ملیں، اور یہ کام آزاد میڈیا کے بغیر ممکن نہیں۔ دوسری بنیاد احتساب ہے؛ آزاد صحافت بدعنوانی، اقربا پروری اور اختیار کے غلط استعمال کو بے نقاب کر کے طاقت کو جوابدہ بناتی ہے۔ تیسری بنیاد انسانی حقوق ہیں؛ مظلوم طبقوں کی آواز اور حق اظہار کا تحفظ آزاد صحافت سے جڑا ہے۔ پاکستان کے آئین کا آرٹیکل 19 شہریوں کو اظہار رائے کی آزادی دیتا ہے جس میں آزادی صحافت بھی شامل ہے، البتہ اسی آرٹیکل میں اسلام کی عظمت، ملکی سالمیت، عوامی نظم، اخلاق اور توہین عدالت جیسی معقول پابندیاں بھی بیان ہیں۔ اس آئینی ڈھانچے سے واضح ہوتا ہے کہ خود آئین بھی آزادی اور ذمہ داری کا توازن مانگتا ہے؛ بحث اس توازن کی درست جگہ کی ہے، آزادی کے خاتمے کی نہیں۔

صحافتی اخلاقیات کے اصول

صحافتی اخلاقیات وہ پیشہ ورانہ اقدار ہیں جن کی پابندی صحافی قانونی مجبوری کے بغیر اپنے ضمیر سے کرتا ہے۔ ان میں سب سے پہلا اصول سچائی اور درستگی ہے؛ خبر کی تصدیق، ماخذ کی جانچ اور غلطی پر فوری تصحیح اسی کا حصہ ہے۔ دوسرا اصول غیر جانبداری اور توازن ہے؛ ذاتی پسند، سیاسی وابستگی اور تجارتی مفاد رپورٹنگ پر حاوی نہ ہو اور فریقین کا موقف شامل کیا جائے۔ تیسرا اصول نقصان سے بچاؤ ہے؛ جرم کے متاثرین، بچوں اور خواتین کی شناخت اور عزت کی حفاظت، اور ایسی تفصیلات سے گریز جن سے نفرت یا فساد پھیلے۔ چوتھا اصول ذرائع کی حفاظت اور رازداری کا احترام ہے۔ پانچواں اصول مفاد کے تصادم سے اجتناب ہے؛ رشوت، مہنگے تحائف اور اشتہاری دباؤ میں خبر بنانا یا روکنا اخلاقی بددیانتی ہے۔ چھٹا اصول خبر اور اشتہار کی واضح تفریق ہے؛ ادا شدہ مواد کو خبر کے روپ میں پیش کرنا قاری سے دھوکا ہے۔ یہ اخلاقیات پریس کونسل اور صحافتی تنظیموں کے ضابطوں میں لکھی جاتی ہیں، مگر ان کی اصل قوت صحافی کی تربیت اور نیوز روم کی ثقافت میں ہوتی ہے۔

پریس قوانین کا خلاصہ اور ان کا کردار

پریس قوانین وہ ریاستی حدود ہیں جو میڈیا کے غلط استعمال پر قانونی کارروائی کی بنیاد بنتی ہیں۔ پاکستان میں ان قوانین میں ہتکِ عزت کا قانون شامل ہے، جس کے تحت غلط خبر سے کسی کی ساکھ کو نقصان پہنچانا قابلِ سزا ہے۔ توہینِ عدالت کا قانون عدالتی نظام کے وقار کی حفاظت کرتا ہے۔ سرکاری رازوں سے متعلق قوانین قومی سلامتی کی حساس معلومات کی حفاظت کرتے ہیں۔ الیکٹرانک میڈیا کے لیے پیمرا کا ضابطہ اور سائبر جرائم سے متعلق قانون ڈیجیٹل اور نشریاتی مواد کو منضبط کرتے ہیں۔ صحافیوں کے تحفظ اور معلومات تک رسائی کے قوانین بھی اسی نظام کا حصہ ہیں، جو آزادی کو تحفظ دیتے ہیں۔ قوانین کا مثبت کردار یہ ہے کہ وہ متاثرہ شہری کو علاج فراہم کرتے ہیں اور میڈیا کو بھی من مانی سے روکتے ہیں۔ البتہ تنقیدی پہلو یہ ہے کہ یہی قوانین کئی ادوار میں تنقید دبانے کے لیے بھی استعمال ہوتے رہے ہیں؛ مبہم الفاظ، بھاری جرمانے اور پیشگی سنسر شپ آزادی کو ختم کر سکتے ہیں۔ اس لیے قانون کی موجودگی کافی نہیں، اس کی وضاحت، تناسب اور عدالتی نگرانی ہی اسے آزادی کا نگہبان بناتی ہے، دشمن نہیں۔

توازن قائم کرنے کے عملی طریقے

آزادی اور ذمہ داری کا توازن کسی ایک اقدام سے نہیں بلکہ کئی باہمی اقدمات سے قائم ہوتا ہے۔ پہلا طریقہ خود احتسابی نظام کو مضبوط کرنا ہے؛ ہر ادارے کے اندر ضابطہ اخلاق، شکایات سیل اور عوامی تصحیح کا نظام موجود ہو، اور پریس کونسل جیسے مشترکہ ادارے فعال اور غیر جانبدار ہوں، تاکہ زیادہ تر معاملات قانون کے بغیر حل ہوں۔ دوسرا طریقہ قوانین کی اصلاح ہے؛ پابندیاں واضح، محدود اور نقصان کے متناسب ہوں، فوجداری کے بجائے دیوانی علاج کو ترجیح دی جائے اور صحافی کے تحفظ کے قوانین پر عمل ہو۔ تیسرا طریقہ صحافیوں کی تربیت اور معاشی تحفظ ہے؛ اچھی تنخواہ اور محفوظ ملازمت والا صحافی دباؤ اور لالچ کا کم شکار ہوتا ہے۔ چوتھا طریقہ میڈیا مالکان کی شفافیت ہے؛ ملکیت اور مفادات عوام کے سامنے ہوں تاکہ جانبداری کی جڑ پہچانی جا سکے۔ پانچواں طریقہ عدلیہ اور مقننہ کا متوازن رویہ ہے؛ تنقید کو برداشت کرنا اور فیصلوں میں اظہار کی آزادی کو وسیع معنی دینا اسی کا حصہ ہے۔ چھٹا طریقہ عوام کی میڈیا لٹریسی ہے؛ باشعور صارف جھوٹی خبر کی مانگ ختم کر کے ذمہ دار صحافت کی منڈی بناتا ہے۔ ان سب اقدامات کا حاصل یہ ہے کہ لگام ریاست کے بجائے زیادہ تر پیشے کے اندر ہو، اور قانون صرف آخری صورت میں حرکت میں آئے۔

نتیجہ

حاصل تجزیہ یہ ہے کہ آزادی صحافت اور ذمہ دار صحافت ایک دوسرے کی ضد نہیں بلکہ تکمیل ہیں۔ اخلاقیات آزادی کو استعمال کا سلیقہ دیتی ہے اور قوانین اس کی بیرونی سرحد کھینچتے ہیں۔ توازن اس وقت قائم ہوتا ہے جب صحافی سچائی، توازن اور نقصان سے بچاؤ کو اپنا اندرونی اصول بنائے، ادارے شفاف خود احتسابی کریں، ریاست واضح و متناسب قوانین پر اکتفا کرے اور عوام باشعور صارفین بنیں۔ پاکستانی صحافت کی تاریخ بتاتی ہے کہ پابندیوں نے کبھی معیار نہیں بنایا اور بے لگام آزادی نے کبھی ساکھ نہیں بنائی؛ اصل راستہ وہی درمیانی ہے جہاں قلم آزاد بھی ہو اور جوابدہ بھی۔ اسی توازن پر جمہوریت، صحافت اور عوامی اعتماد تینوں کی صحت کا دارومدار ہے۔